مولانا عبد الرشید نعمانی

# حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۳۴۷ھ (۱۹۳۸ء) کے غالباً درمیان سال کا واقعہ ہے، مہینے کی تعیین ذہن سے اتر گئی کہ مولانا محمد یوسف صاحب کامل پوری حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ مولانا کو "مجلس علمی ڈابھیل" نے وہاں اس غرض سے بھیجا تھا کہ امام حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۶۲ھ کی علم حدیث میں مشہور ومعروف تالیف "نصب الرایہ فی تخریج احادیث الهدایہ" کا جو قلمی نسخہ حیدرآباد دکن کے کتب خانہ "سعیدیہ" میں موجود تھا، اس کا مقابلہ مطبوعہ نسخہ سے کیا جائے، مجلس مذکور تصحیح وتحشیہ کے اہتمام کے ساتھ مصر میں دوبارہ طبع کرانا چاہتی تھی۔ چنانچہ مولانا کا قیام اس سلسلہ میں دوماہ کے قریب حیدرآباد دکن میں رہا، اثناء قیام مولانا محمد یوسف صاحب کامل پوری دفتر "معجم المصنفين" میں صاحب "معجم المصنفين" حضرت الاستاذ مولانا محمود حسن خان صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۶ء) کی خدمت میں بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ میں بھی "معجم المصنفين" کے عملہ سے وابستہ ہو چکا تھا۔ مولانا کامل پوری سے میری ملاقات وہیں ہوئی۔ اثناء گفتگو انہوں نے "نصب الرايه" اور "فيض البارى" کی مصر میں طباعت شروع ہونے کا حال بتلایا اور فرمایا کہ: ان دونوں کتابوں کی طباعت کے اہتمام کے لئے مجلس علمی نے مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا احمد رضا صاحب بجنوری کو مصر روانہ کیا۔ بس یہ پہلا موقع تھا جب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی میرے کانوں میں پڑا، پھر دونوں کتابیں چھپ کر آئیں۔ ان سے استفادہ کا موقع بھی ملا، لیکن حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا موقع نہ ملا۔ تا آنکہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کی نوبت آئی اور مجلس علمی کا کتب خانہ ڈابھیل سے کراچی منتقل ہوا۔ پھر ۱۹۴۸ء میں حضرت مولانا بنوری اور مولانا احمد رضا خان بجنوری دونوں حضرات کی کراچی میں آمد ہوئی اور اس وقت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی پہلی مرتبہ زیارت

مولانا مرحوم کو حق تعالیٰ نے تقویٰ اور خشیت سے بھی نوازا تھا' بڑے عفیف اور پارسا تھے۔ ادھر تلاوت قرآن کریم کی آواز مولانا کے کانوں میں پڑی اور ادھر آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوا۔ مدرسہ کے تمام مالی معاملات ایسے صاف رکھتے کہ کیا مجال ایک پیسہ اِدھر اُدھر ہوجائے' یا ایک مد کی آمدنی دوسری مد پر صرف ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور اہل دنیا کو ان کی نظروں میں ہیچ کر رکھا تھا۔ دنیا طلبی کی ان کے یہاں مد ہی نہ تھی۔ جود و کرم کا یہ حال تھا کہ بے تحقیق سائلوں کو دیتے رہتے تھے۔ ایک بار بیٹھا ہوا تھا' عصر سے پہلے دو صاحب مولانا کو پوچھتے ہوئے آئے۔ میں نے کہا کیا کام ہے؟ کہنے لگے: مکان بنوانا ہے۔ مولانا سے اعانت کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ تم لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ مولانا کے پاس کونسی دولت ہے جو وہ تمہیں مکان بنانے کے لئے دیں گے' تمہیں مولانا کو تنگ نہیں کرنا چاہئے' مگر وہ اپنی بات پر مصر رہے۔ اتنے میں مولانا بھی تشریف لے آئے اور صورت حال معلوم کرکے اپنی جیب سے کچھ رقم نکالی اور بڑی معذرت کے ساتھ ان کے حوالہ کردی' میں صورت دیکھتا رہ گیا۔ اس طرح میں ایک دفعہ مولانا کے پاس دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اٹھ کر گھر جانے لگے تو صاحبزادہ محمد بنوری نے بتایا کہ فلاں صاحب اس لئے بیٹھے ہیں کہ ان کے یہاں میت ہوگئی ہے، تجہیز و تکفین کی ضرورت ہے۔ مولانا فوراً گھر تشریف لائے اور بغیر کسی تحقیق اور تفتیش کے سو روپے کا نوٹ صاحبزادہ صاحب کے حوالہ کیا کہ ان کو دے دو۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر حضرت مولانا ولی حسن صاحب سے کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ حضرت کی سخاوت تو بجا' مگر اتنی سی تحقیق کرلی جاتی کہ واقعی کوئی میت ہوئی بھی ہے یا نہیں تو زیادہ اچھا تھا۔ اس پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ: میرا بھی یہی ذوق ہے' میں ہوتا تو میں بھی یہی کرتا' میں یہ سن کر خاموش ہوگیا۔ بہرحال اللہ والوں کی شان ہی الگ ہے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی کس کس بات کو یاد کیا جائے۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا ارشد مدنی کراچی تشریف لائے' حضرت مولانا کے مہمان ہوئے' میں ان سے مل نہ سکا تھا۔ ''مجلس دعوت و تحقیق اسلامی'' سے اٹھا تو ان کی ملاقات کے ارادے سے نکلا۔ راہ میں مولانا حبیب اللہ مختار صاحب ملے' میں نے ان سے دریافت کیا کہ مولانا ارشد صاحب مدنی کہاں تشریف فرما ہیں؟ کہنے لگے: حضرت کے یہاں دسترخوان بچھ چکا ہے' آپ بھی چلے چلیں۔ میں نے مولانا حبیب اللہ صاحب سے کہا کہ آپ کو دوسرے کے دسترخوان پر دعوت دینے کا حق نہیں' میں پھر مل لوں گا۔ یہ کہہ کر میں تو چلا گیا۔ مولانا حبیب اللہ صاحب نے حضرت مولانا کو بتایا ہوگا۔ دوسرے روز ظہر کی نماز پر مولانا ملے تو فرمانے لگے: ''آپ نے بڑا تکلف کیا۔ میں تو آپ جیسے احباب کے یہاں باسی روٹی مانگ کر کھانے میں بھی تکلف محسوس نہیں کرتا۔'' میں نے مولانا کی زبان سے یہ کلمات سنے تو بڑا نادم ہوا۔ مولانا سے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ انشاء اللہ! ایسا نہ

ہوگا۔ ہائے اب دوبارہ یہ موقع کہاں؟

میں جب ستمبر ۱۹۶۳ء کو مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن سے جامعہ اسلامیہ بہاولپور جانے لگا تو مولانا کو میرا وہاں جانا گراں گزرا' جب ملتا ہمیشہ شکایت فرماتے۔ گزشتہ سال جب میں وہاں سے فارغ ہوگیا تو آتے ہی مولانا نے فرمایا کہ: آپ یہاں آجایئے۔ ہم آپ کو تنخواہ کم دیں گے۔ میں نے عرض کیا: بسر وچشم۔ ''مجلس دعوت و تحقیق'' میں حاضری کے دوسرے ہی دن فرمایا کہ: آپ پہلے مسجد میں دو رکعت پڑھ کر دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کے لئے آپ کو قبول فرمائے۔ کیا تعجب ہے جو آپ کے آنے سے یہاں سے دارالمصنفین بن جائے اور اللہ تعالیٰ آپ سے کام لے لیں۔ خدا کرے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تمنا اور دعا پوری ہو۔

ایک روز حضرت مخدومی مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی مدظلہ العالی کی معیت میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ امام مہدی کا تذکرہ آیا تو مجھ سے فرمایا: اس موضوع پر ایک تحقیقی رسالہ لکھ دیجئے، حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی اجازت تو میں نے پہلے بھی لی تھی' مگر اس سال تحریری اجازت کے لئے بھی عرض کیا تھا' اس پر مولانا نے ظہر کی نماز کے لئے مسجد میں جاتے وقت وضوخانہ کے قریب جب میں وضو کے لئے کھڑا تھا فرمایا۔ ''میری طرف سے آپ کو میری تمام روایات کی عامۃً تامۃً ہر طرح روایت کی اجازت ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

چہار شنبہ ۲۷ شوال ۱۳۹۷ھ، ۱۲ نومبر ۱۹۷۷ء کو بعد نماز عصر جامع مسجد نیوٹاؤن میں، میں نے حضرت مولانا کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ رائے ونڈ تشریف لانے والے ہیں' بندہ حضرت موصوف کی خدمت میں حاضری کا ارادہ رکھتا ہے' دعا فرمائیں حق تعالیٰ ان کی برکات سے مجھے بھی متمتع فرمائے۔ مولانا نے آمین کہی۔ دعا کا وعدہ فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث کی تشریف آوری کا پروگرام بتایا اور سفر پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کیا خبر تھی کہ بس یہ آخری ملاقات ہوگی اور اس کے بعد پھر کبھی دنیا میں ملنا نصیب ہی نہ ہوگا۔ میں جمعہ کو شام ۴ بج کر ۴۰ منٹ پر چناب ایکسپریس سے پنجاب کے سفر پر روانہ ہوا اور مولانا دوسرے دن ہوائی جہاز سے اسلام آباد تشریف لے گئے۔ دوشنبہ کو ملتان سے لاہور ٹرین پر سفر کر رہا تھا کہ اخبار میں یہ خبر پڑھی۔ مولانا پر دل کا دورہ پڑا، لیکن اب افاقہ ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد شیخوپورہ میں ایک صاحب نے یہ وحشت اثر خبر سنائی کہ ریڈیو پر اطلاع آئی ہے کہ حضرت مولانا کا آج انتقال ہوگیا۔ یہ سن کر اول تو دل ماننے کے لئے تیار ہی نہ ہوا۔ پھر جو گذرا وہ کیا بیان کیا جائے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. اللهم اغفرله مغفرةً تامةً وارحمه رحمة عامة.

اللهم لاتحرمنا اجره ولا تفتنا بعده' (۹ محرم ۱۳۹۸ھ)